اکائی 10 سعادت حسن منٹو کی حقیقت نگاری

ساخت

10.1 اغراض ومقاصد

10.2 تمہید

10.3 سعادت حسن منٹو کی زندگی کے حالات

10.3.1 سعادت حسن منٹو کے نمائندہ افسانے

10.3.2 منٹو کے افسانوں میں حقیقت نگاری

10.4 آپ نے کیا سیکھا

10.5 اپنا امتحان خود لیجئے

10.6 سوالات کے جوابات

10.7 فرہنگ

10.8 کتب برائے مطالعہ

10.1 اغراض ومقاصد

اس اکائی میں آپ

- سعادت حسن منٹو کی زندگی کے حالات سے واقف ہوں گے
- سعادت حسن منٹو کے نمائندہ افسانوں کا مطالعہ کریں گے
- منٹو کے افسانوں میں حقیقت نگاری کا جائزہ لیں گے
- ترقی پسند افسانہ نگاروں میں منٹو کے مقام ومرتبہ کا تعین کریں گے

10.2 تمہید

بعض ناقدین سعادت حسن منٹو کو اردو کا سب سے بڑا افسانہ نگار قرار دیتے ہیں۔منٹو کو اردو کا سب سے بڑا افسانہ نگار تسلیم نہ کیا جائے تب بھی اس سچائی سے انکار ممکن نہیں کہ منٹو اردو کے چند بڑے افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں۔ترقی پسند تحریک اور سعادت حسن منٹو کو الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔حالانکہ ترقی پسندوں کا ایک طبقہ منٹو کی مخالفت بھی کرتا رہا۔لیکن منٹو نے ہمیشہ وہی لکھا جو لکھنا چاہا کیوں کہ وہ بنیادی طور پر حقیقت نگار تھے۔منٹو جیسے افسانہ لکھنے کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔وہ افسانے کے فن سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ابتدائی زمانے میں انھوں نے روسی ادب کا ترجمہ کیا تھا۔اس کی وجہ سے وہ روسی افسانہ نگاروں سے خوب واقف تھے۔روسی ادب کے مطالعہ نے منٹو کی فکر میں وسعت پیدا کی۔روسی افسانہ نگاروں کی حقیقت پسندی نے بھی منٹو کو بہت متاثر کیا۔

سعادت حسن منٹو نے اپنے افسانوں کے لئے جن موضوعات کا انتخاب کیا وہ کسی حد تک ’’شجر ممنوعہ‘‘ کے زمرے میں آتے تھے۔ان پہ فحش نگاری کا الزام لگا کر مقدمات بھی چلائے گئے۔لیکن منٹو نے طے کر لیا تھا کہ وہ اس سماج کی کہانی لکھتے رہیں گے جس سماج کو دنیا اچھی نظروں سے نہیں دیکھتی ہے۔مشہور ترقی پسند نقاد پروفیسر سید احتشام حسین اپنی کتاب ’’اردو ادب کی تنقیدی تاریخ‘‘ میں لکھتے ہیں۔:

> ’’انھوں نے (منٹو) اپنے خیالات کو محض کچھ مسئلوں میں محدود کر لیا تھا اسی لئے کبھی کبھی یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ زندگی کے بہت سے اہم مسائل سے آنکھیں چراتے ہیں۔ان کی بیشتر کہانیاں فحش ہونے سے بال بال بچ جاتی ہیں اور کبھی کبھی تو ایسا جان پڑتا ہے کہ محض لوگوں کو چھیڑنے کے لئے وہ اصرار کے ساتھ اسی مسئلے پر لکھتے تھے۔فحش نگاری کا الزام لگا کر ان پر کئی بار مقدمہ چلایا گیا۔ایک ہی موضوع پر اتنے انوکھے انداز میں بہت سی کہانیاں لکھ ڈالنا، منٹو کا ہی کام ہے۔عیش وعشرت میں سرمست جوان لڑکوں اور لڑکیوں ،طوائفوں اور سماج کے گرے ہوئے لوگوں کی تصویر کشی منٹو سے بہتر اب تک اردو کا کوئی فن کار نہیں کر سکا۔‘‘

دراصل منٹو کے افسانوں کا امتیازی پہلو حقیقت نگاری ہی ہے۔موضوعات میں بہت تنوع نہیں ہونے کے باوجود اتنے دلچسپ اور اتنے بہترین افسانے لکھنا منٹو کا ہی کام تھا۔منٹو کے افسانوں میں ایجاز واختصار بھی ہے۔کیا نہیں لکھنا ہے یہ منٹو سے زیادہ شاید ہی کوئی جانتا ہو۔ ہتک، کالی شلوار، بابو گوپی ناتھ،سو کینڈل پاور کا بلب، دس روپے، جانکی، قادرہ قصائی، ایک زاہدہ، ایک فاحشہ جیسے بہت سے افسانوں کا مرکزی خیال طوائف ہے۔منٹو کے افسانوں میں شریف زادیوں کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی ہے۔وہ پیچیدہ نفسیاتی مسائل میں الجھے ہوئے مرد و خواتین کو اپنے افسانوں کا موضوع بناتے ہیں۔جنسی اور نفسیاتی معاملات پر اس قدر بے باکی سے لکھنے والا منٹو کے علاوہ دوسرا کوئی نظر نہیں آتا ہے۔منٹو نفسیاتی گتھیوں کو سلجھانے کا کام نہیں کرتا ہے بلکہ وہ نفسیاتی گتھیوں میں الجھے ہوئے کرداروں کو ہمارے سامنے لانے کا کام کرتا ہے۔لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ منٹو کی حقیقت نگاری اخباری حقیقت نگاری نہیں ہے۔وہ فنکارانہ حقیقت نگاری ہے۔

10.3 سعادت حسن منٹو کی زندگی کے حالات

اردو افسانوں کے سب سے بڑے حقیقت نگار سعادت حسن منٹو 11 مئی 1912 کو قصبہ سمبرالا لدھیانہ (پنجاب) کے ایک کشمیری خاندان میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام مولوی غلام حسین تھا۔ان کے والد کے نام کے ساتھ لفظ ’’مولوی‘‘ ضرور لگا ہوا ہے لیکن وہ اپنے زمانے میں جج کے عہدے پر فائز تھے۔منٹو کے والد مولوی غلام حسین ایک سخت گیر انسان تھے اس لئے بچپن میں منٹو کو باپ کا پیار نہیں مل سکا۔منٹو بے پناہ ذہین تھے لیکن طبیعت میں کھلنڈرا پن تھا۔پڑھائی پہ بہت دھیان نہیں دیتے تھے،میٹرک میں دو بار فیل ہونے کے بعد تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ اردو میں فیل ہو جاتے تھے۔بچپن کی کچھ محرومیوں نے ان کے اندر بغاوت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔انھوں نے جیسے طے کر لیا تھا کہ زندگی اپنی شرائط پر ہی جینی ہے۔اس نفسیاتی پہلو کا ایک دوسرا حصہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا شوق تھا۔منٹو کالج کے زمانے میں طرح طرح سے

افواہیں پھیلا کر لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرتا۔ کوئی اسے نظر انداز کر کے گزر جائے یہ منٹو کو پسند نہیں تھا۔ منٹو کے افسانوں میں چونکا دینے کی جو صلاحیت ہے وہ اسی نفسیات کی وجہ سے ہے۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد منٹو کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے علی گڑھ بھی بھیجا گیا۔ لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر وہ واپس آ گئے۔ علی گڑھ سے واپس آ کر امرتسر میں ایف اے میں داخلہ لیا۔ ایف اے میں داخلہ تو لے لیا لیکن حصول تعلیم میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یہیں سے مے نوشی کی عادت پڑی۔ دوستوں کے ساتھ دن رات آوارگی میں گزرنے لگے۔ اسی زمانے میں امرتسر کے مشہور ہوٹل شیراز میں آنا جانا ہوا۔ اسی ہوٹل شیراز میں باری علیگ سے منٹو کی ملاقات ہوئی۔ باری علیگ اخبار ''مساوات'' کے ایڈیٹر تھے۔ انھوں نے سعادت حسن کو صحافت اور ادب کی طرف لے جانے کا کام کیا۔ باری علیگ کے مشوروں سے ہی سعادت حسن منٹو نے آسکر وائلڈ اور وکٹر ہیوگو کی کتابیں پڑھنا شروع کیا۔ باری علیگ کے کہنے پر منٹو نے آسکر وائلڈ اور وکٹر ہیوگو کی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ یہیں سے منٹو کو لکھنے کی عادت پڑی۔ باری علیگ جب اخبار ''مساوات'' سے الگ ہو کر ''خلق'' سے وابستہ ہوئے تو ''خلق'' کے پہلے ہی شمارے میں منٹو کا افسانہ ''تماشہ'' شائع کیا۔ ''تماشہ'' منٹو کا پہلا طبع زاد افسانہ تھا جو ''خلق'' میں شائع ہوا۔

سنہ 1935 میں منٹو بمبئی چلے گئے۔ بمبئی میں ان دنوں اردو کے شاعروں ادیبوں کی بھرمار تھی۔ زیادہ تر شاعر ادیب فلمی دنیا سے وابستہ تھے۔ بمبئی میں انھیں پہلی ملازمت 40 روپے ماہانہ پر ہفتہ وار اخبار ''پارس'' میں ملی۔ اس کے بعد منٹو نذیر لدھیانوی کے اخبار ''مصور'' کے ایڈیٹر بن گئے۔ اسی زمانے میں انھوں نے ''ہمایوں'' اور ''عالم گیر'' کے روسی ادب نمبر مرتب کئے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی فلم کمپنیوں میں ملازمت کی۔ ''سنے ٹون'' میں 100 روپے ماہانہ کی ملازمت ملی تو زندگی میں کچھ سکون کے لمحات میسر آئے۔ سو روپے ماہانہ کی ملازمت کے طفیل ایک کشمیری خاندان کی لڑکی صفیہ سے شادی بھی ہو گئی۔ اس درمیان فلموں کے لئے لکھنے کے ساتھ ساتھ منٹو آل انڈیا ریڈیو کے لئے بھی لکھتے رہتے تھے۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ملازمت کا آفر ملا تو دہلی چلے گئے۔ منٹو نے آل انڈیا ریڈیو کے لئے 100 سے زائد ڈرامے لکھے۔ لیکن وہ کام اپنی شرطوں پر کرتے تھے۔ ن۔م۔ راشد سے کسی بات پر ان بن ہوئی اور منٹو ریڈیو کی ملازمت چھوڑ کر پھر بمبئی چلے گئے۔ بمبئی میں شوکت رضوی، اشوک کمار اور کمال امروہوی کے ساتھ مل کر کئی فلموں کے مکالمے لکھے۔ فلم اسٹار اشوک کمار نے جب بمبئی ٹاکیز خرید لیا تو منٹو بھی بمبئی ٹاکیز سے وابستہ ہو گئے۔ اشوک کمار سے منٹو کی اچھی دوستی تھی۔ لیکن اسی عرصے میں ملک تقسیم ہو گیا۔ منٹو بھی کسی طرح پاکستان پہنچ گئے۔

پاکستان میں منٹو کی زندگی کے آخری سال بہت پریشانی میں گزرے۔ شراب نوشی بہت بڑھ چکی تھی اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ منٹو کے معاشی حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ اخبار والے ان کو بیس روپے دے کر افسانے لکھوایا کرتے تھے۔ منٹو بھی بیس روپے میں اخبار کے دفتر میں بیٹھ کر افسانے لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔ منٹو کو اس بات کا احساس بھی تھا کہ زمانہ ان کی موت کے بعد ان کی قدر کرے گا۔ لیکن منٹو بعد از مرگ قدر کی بھلا کیا قدر کرتے۔ 18 جنوری 1955 کو محض 43 سال کی عمر میں اردو افسانہ نگاری کا یہ سورج غروب ہو گیا۔

10.3.1 سعادت حسن منٹو کے نمائندہ افسانے

منٹو نے تقریباً پونے تین سو افسانے لکھے۔ سو سے زائد ڈرامے لکھے۔ منٹو کے افسانوی مجموعوں میں (1) دھواں (2) چغد (3) لذت سنگ (4) نمرود کی خدائی (5) بادشاہت کا خاتمہ (6) خالی ڈبے خالی بوتلیں (7) سڑک کے

کنارے (8) سیاہ حاشئے (9) یزید (10) منٹو کے افسانے، وغیرہ اہم ہیں۔اس کے علاوہ بھی ہندو پاک میں منٹو کے مجموعوں کی اشاعت بار بار اور الگ الگ ناموں سے ہوئی ہے۔منٹو بدنام افسانہ نگار بھی تھا اور مقبول افسانہ نگار بھی۔منٹو اردو کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا افسانہ نگار بھی ہے۔منٹو کے جن افسانوں کو نمائندہ افسانے قرار دیا جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔1۔ٹوبہ ٹیک سنگھ،2۔نیا قانون،3۔ہتک،4۔کالی شلوار،5۔بو، 6۔دھواں، 7۔ٹھنڈا گوشت، 8۔کھول دو، 9۔ممی، 10۔جانکی، 11۔بابو گوپی ناتھ، 12۔سوکینڈل پاور کا بلب، 13۔دس روپے، 14۔ننگی آوازیں، 15۔ٹیٹوال کا کتا، 16۔بادشاہت کا خاتمہ، 17۔موذیل، 18۔یزید، 19۔اوپر نیچے اور درمیان، 20۔ممد بھائی۔

افسانہ ہتک ایک طوائف کی کہانی ہے۔منٹو کے بہترین افسانوں میں ہتک کا شمار بھی ہوتا ہے۔پیار کے لئے ترستی ہوئی ایک بے بس بے سہارا طوائف ذلت کی انتہا پر پہنچ کر خود آگہی سے دوچار ہوتی ہے۔افسانے کی مرکزی کردار سوگندھی ایک پیشہ ور طوائف ہے۔میونسپلٹی کا داروغہ مادھو لال بھی دوسرے گراہکوں کی طرح اپنی جنسی بھوک مٹانے سوگندھی کے پاس آتا ہے لیکن وہ اسے بھروسہ دلاتا ہے کہ وہ سوگندھی کو پیار کرتا ہے۔سوگندھی کو معلوم ہے لیکن وہ بھی خود کو فریب دیتی رہتی ہے۔ایک رات دو بجے جب ایک سیٹھ اسے ٹھکرا کر چلا جاتا ہے تو اس کے اندر کی عورت جاگ جاتی ہے۔اپنی ہتک اپنی بے عزتی وہ برداشت نہیں کر پاتی ہے۔وہ ایک شدید قسم کی نفسیات میں مبتلا ہو کر پیار کا ڈھونگ رچانے والے مادھو لال کو بھی دھتکار کر بھگا دیتی ہے۔اور اپنے خارش زدہ کتے کو پہلو میں لٹا کر سو جاتی ہے۔افسانہ ہتک حقیقت نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔کالی شلوار بھی منٹو کے مقبول ترین اور متنضاد افسانوں میں سے ایک ہے۔کالی شلوار ایک پیشہ کرنے والی عورت سلطانہ کے اندر کے سناٹے کی کہانی ہے۔یہ سلطانہ کے باطن میں جو خالی پن اور سناٹا ہے اس کی کہانی ہے۔یہ سلطانہ کی روح کی الم ناکی کی کہانی ہے۔پہلے خدا بخش اسے پیار کا جھانسہ دے کر انبالہ سے دہلی لے کر آتا ہے۔اس کے بعد شنکر محض ایک کالی شلوار کے لئے اس کے ساتھ بہت بڑا مذاق کرتا ہے۔سلطانہ ایک جسم فروش عورت ہے لیکن وہ اندر سے سادہ دل ہے۔کبھی کبھی کچھ خاص معاملات میں اس کے اندر کی ایک مذہبی عورت بھی جاگ اٹھتی ہے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ منٹو کے مقبول ترین افسانوں میں سے ایک ہے۔اس افسانہ میں نقل مکانی کے کرب کو موضوع بنایا گیا ہے۔تقسیم ہند کے بعد جہاں ہر چیز کا تبادلہ ہو رہا تھا وہیں قیدیوں اور پاگلوں کی منتقلی کی باتیں بھی ہو رہی تھیں۔قیدیوں اور پاگلوں کو ادھر سے ادھر منتقل کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک پاگل خانے میں بند پاگل فضل دین کی کہانی ہے۔پاگل فضل دین کو صرف اس بات سے سروکار ہے کہ اسے اس کے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے دور نہ کیا جائے۔خواہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں۔جب اسے جبراً وہاں سے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ ایک ایسی جگہ جم کر کھڑا ہو جاتا ہے جو نہ ہندوستان کا حصہ ہے اور نہ پاکستان کا۔اور اسی جگہ پر ایک فلک شگاف چیخ مار کے مر جاتا ہے۔افسانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ دراصل پاگل فضل دین کی کہانی نہیں ہے بلکہ سرحد کے دونوں جانب جو پاگل پن پھیلا ہوا تھا اس پاگل پن کی کہانی ہے۔

''کھول دو'' فسادات کے پس منظر میں لکھا ہوا منٹو کا بہترین افسانہ ہے۔یہ قاری کو رلا دینے والا افسانہ ہے۔سراج الدین اور اس کی بیٹی سکینہ کی یہ کہانی رونگٹے کھڑے کرنے والی کہانی ہے۔اس کا پس منظر بھی تقسیم وطن کے بعد پھوٹ پڑنے والے فسادات ہی ہیں۔سکینہ کے ساتھ رضا کاروں نے بار بار زنا کیا تھا۔وہ بیہوشی کے عالم میں جب اسپتال کے اسٹریچر پر پڑی تھی تو سب اسے مردہ سمجھ رہے تھے۔سراج الدین جب اپنی بیٹی کی تلاش میں اسپتال پہنچا اور ڈاکٹر سے بتایا کہ وہ اس کی بیٹی ہے تو ڈاکٹر نے سراج الدین سے کہا کہ کھڑکی کھول دو۔اتنا سننا تھا کہ نیم بیہوش سکینہ کے ہاتھوں میں جنبش ہوئی اس نے ازار بند کھول کے اپنی شلوار نیچے سرکا دی۔سراج

الدین چلایا کہ میری بیٹی زندہ ہے۔منٹو نے جس ڈرامائی انداز میں اس افسانے کا اختتام کیا ہے وہ منٹو کا ہی حصہ ہے۔''نیا قانون'' افسانہ ان افسانوں سے ذرا ہٹ کر ہے جن کے لیے منٹو مشہور یا بدنام ہیں۔افسانہ نیا قانون منگو کوچوان کی کہانی ہے۔منگو کوچوان آزادی کا دیوانہ ہے۔منگو کوچوان پڑھا لکھا نہیں ہے لیکن اسے دنیا بھر کی خبر ہے۔اس کے تانگے پر جو سواریاں بیٹھتی ہیں ان کی بات چیت سن کر منگو کوچوان معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔ایک دن اسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں نیا قانون آنے والا ہے جس سے ہندوستان کی انگریزی حکومت ختم ہو جائے گی۔اسی خوشی میں وہ قانون لاگو ہونے والے دن ایک انگریز سے جھگڑا کر بیٹھتا ہے اور نتیجے میں جیل پہنچ جاتا ہے۔

''ٹھنڈا گوشت'' ایک مرد کے جنسی طور پر سرد ہو جانے یا نفسیاتی طور پر نامرد ہو جانے کی کہانی ہے۔فسادات میں لوٹ مار، عصمت دری، قتل و غارت گری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا سردار ایشر سنگھ جب عصمت دری کے ارادے سے ایک لڑکی کو اٹھا کر لاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ مرچکی ہے۔وہ شدید صدمے کا شکار ہوتا ہے اور اپنی مردانگی کھو دیتا ہے۔اس مردہ جان کو وہیں چھوڑ کر وہ ہوٹل میں اپنی داشتہ کلونت کور کے پاس جاتا ہے۔وہاں ہوٹل میں کلونت کور کی لاکھ کوششوں کے باوجود ایشر سنگھ اپنے آپ کو جنسی طور پر تیار نہیں کر پاتا۔جب وہ کلونت کو اپنے جنسی جذبات سرد ہونے کی بات بتاتا ہے تو کلونت کور آگ بگولہ ہو کر ایشر سنگھ کو خنجر گھونپ دیتی ہے۔''بو'' یہ ایک گھاٹن لڑکی کے جسم سے پیدا ہونے والی بو کی کہانی ہے۔رندھیر سنگھ ایک خوبصورت اسمارٹ نوجوان ہے۔عورتوں کے معاملے میں وہ اناڑی نہیں ہے بلکہ ایک سدھا ہوا آدمی ہے۔وہ عورتوں کے جسم کے معاملے میں ایک منجھا ہوا کھلاڑی ہے لیکن اسے جو لذت گھاٹن لڑکی کے جسم سے محسوس ہوتی ہے وہ اس نے آج تک کسی اور عورت میں محسوس نہیں کی تھی۔رندھیر ایک نفاست پسند نوجوان ہے۔اسے پسینے کی بو سے سخت نفرت ہے لیکن وہ اس گھاٹن لڑکی کے جسم کی بو کو اپنی رگ رگ میں بسا لینے کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔

منٹو کے بہترین افسانوں میں جانکی کا بھی شمار ہوتا ہے۔جب بھی منٹو کے افسانوں میں حقیقت نگاری کی بات کی جائے گی تو افسانہ ''جانکی'' کا ذکر ضرور ہوگا۔جانکی ایک متحرک اور زندہ کردار ہے۔جانکی فلموں میں کام کرنے کے لئے بمبئی سے پونہ آتی ہے۔جانکی کے اندر پیار دلار اور ممتا کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔عزیز، سعید اور نرائن جیسے کئی لوگ اس کی زندگی میں آتے ہیں۔جو بھی اس کی زندگی میں آتا ہے وہ سب کو نوازتی ہے۔وہ دل کی اچھی بلکہ بہت اچھی ہے۔حاجت روا ہے۔سب کی ہر طرح کی ضرورت پوری کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔بیک وقت کسی کی جسمانی ضرورت پوری کر رہی ہوتی ہے اور کسی کی بیماری کے بارے میں سوچ رہی ہوتی ہے۔نفسیاتی اور جنسی میلانات کا تجربہ کرتی ہوئی یہ ایک اچھی کہانی ہے۔''بابو گوپی ناتھ'' طوائفوں کی زندگی اور ان کے آس پاس کے ماحول کو اس افسانے میں منٹو نے بڑی فن کاری سے بیان کیا ہے۔انسانی نفسیات کا جس قدر گہرا شعور منٹو کو تھا وہ حیرت انگیز ہے۔وہ باہری دنیا کی کہانی لکھتے لکھتے کب انسان کے اندرون میں اتر جاتا ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا۔بابو گوپی ناتھ کی کہانی بھی ایسی ہی ایک کہانی ہے۔طوائفوں اور ان کے ماحول کی عکاسی کرتی ہوئی اس کہانی میں منٹو نے ان کرداروں کے ظاہر و باطن کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے جن کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔سماج میں ہر طرف لاکھ ظلمت سہی لیکن منٹو ظلمت میں بھی امید کی ایک کرن ڈھونڈھ لیتا ہے۔بابو گوپی ناتھ ایک رئیس آدمی ہے جو زینت کو ''اپنے پیروں پر کھڑا'' کرنے کے لئے مختلف جتن کرتا ہے۔اور آخر میں جب اس کی شادی ہو جاتی ہے تو بہت خوش ہوتا ہے اور ایک سرپرست کا حق ادا کرتا ہے۔

منٹو نے خاکے بھی لکھے جو ''گنجے فرشتے'' کے نام سے شائع ہوئے، انہوں نے خاکے میں بے باک حقیقت

نگاری سے کام لیا ہے۔ دراصل منٹو بہت بڑا حقیقت نگار تھا لیکن اس کی حقیقت نگاری فن کو مجروح نہیں کرتی تھی۔

10.3.2 منٹو کی افسانوں میں حقیقت نگاری

منٹو کا شمار صفحۂ اول کے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بہت کم عمر سے ہی لکھنے کو اپنا مشغلہ بنالیا تھا۔ ان کا مطالعہ وسیع اور مشاہدہ گہرا تھا۔ انہوں نے افسانہ نگاری کی دنیا میں قدم رکھا تو پنجاب انقلابیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ یہ تحریک ان کے رگ وپے میں بھی سرایت کرگئی۔ انہوں نے مارکس کے نظریات اور گورکی کی تحریروں کا مطالعہ کیا اور ان دونوں سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے کچھ روسی کہانیوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔ ان کی افسانہ نگاری کا اصل موضوع جنس ہے اور جنس کا بھی صحت منداور فطری پہلو ان کے افسانوں میں نہیں ملتا بلکہ جنسی کجروی نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ ان کے افسانوں میں بے باک حقیقت نگاری ملتی ہے۔ انہوں نے سادہ انداز میں لکھا ہے جیسے کوئی افسانہ نہ لکھ رہے ہوں بلکہ کوئی واقعہ سنا رہے ہوں۔ سعادت حسن منٹو نے اپنے افسانوں کے لئے جن موضوعات کا انتخاب کیا ہے ان میں زیادہ تر کا تعلق جنس یا طوائفوں کی زندگی سے ہے۔ سوگندھی، سلطانہ، موذیل اور جانکی کی کہانی تقریباً ایک سی ہے۔ بابو گوپی ناتھ یا رندھیر کا مزاج بھی ایک جیسا ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور نیا قانون ان موضوعات سے ہٹ کر لکھے گئے دو ایسے افسانے ہیں جن کا شمار منٹو کے مقبول ترین افسانوں میں نہیں ہوتا۔ سعادت حسن منٹو کا شمار اردو کے ان افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے سماج کو آئینہ دکھانے کا کام کیا۔

منٹو کی افسانہ نگاری پر بات کریں اور فحش نگاری کی بات نہ ہو یہ ممکن نہیں۔ عریانی اور فحش نگاری کے حوالے سے منٹو پر مقدمہ بھی چلا۔ ان پر الزامات کی بارش بھی ہوئی لیکن منٹو آخر تک اپنے موقف پر قائم رہا۔ منٹو نے بار بار دلائل پیش کئے کہ اس کے افسانوں میں جو عریانی یا فحاشی نظر آرہی ہے وہ دراصل سماج میں موجود ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں بس اسی سماج کو پیش کر رہا ہے جس سماج میں ہم آپ رہتے ہیں۔ اگر اس کے افسانے نا قابل برداشت ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سماج نا قابل برداشت ہے۔

منٹو کا کمال یہ ہے کہ جو دیکھتے ہیں بے جھجک اس کو لکھ ڈالتے ہیں، منٹو نے افسانہ نگاری میں سب سے پہلے یہ کام کیا کہ سماج کی گری پڑی عورت کو مرکزیت عطا کی۔ انہوں نے زبان کی سادگی اور طنز کو ادبی حربہ کے طور پر استعمال کیا اور طوالت کم کیا یہ بھی ان کا کمال ہے۔ انہوں نے سماج کے ناسور کو اپنے افسانوں کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہتک، بو، ٹھنڈا گوشت، کالی شلوار، بابو گوپی ناتھ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، نیا قانون اور کھول دو جیسے افسانے لکھ کر منٹو نے اردو افسانے کو عالمی افسانے کے مقابل کھڑا کر دیا۔ منٹو ایک بہت بڑا فن کار تھا۔ اس نے ہمارے سماج کی حقیقتوں کو افسانہ بنا کر پیش کیا۔ اس کے ہر افسانے میں حقیقت نہاں ہے۔ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا حقیقت نگار تھا۔

10.4 آپ نے کیا سیکھا

اس اکائی میں آپ نے سیکھا کہ

- سعادت حسن منٹو اردو کے ممتاز ترین ترقی پسند افسانہ نگار ہیں
- منٹو نے باری علیگ کے کہنے پر روسی افسانوں کا ترجمہ اردو میں کیا

- سعادت حسن منٹو کے افسانوں میں سب سے بہتر حقیقت نگاری ہے
- راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، عصمت چغتائی، اوپندر ناتھ اشک، خواجہ احمد عباس، دیوندر ستیارتھی منٹو کے ہم عصر افسانہ نگار تھے

10.5 اپنا امتحان خود لیجئے

1۔ منٹو کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

2۔ سعادت حسن منٹو کے پانچ ہم عصر افسانہ نگاروں کے نام لکھیں۔

3۔ منٹو کا پہلا طبع زاد افسانہ کون تھا اور کس اخبار میں شائع ہوا۔

4۔ منٹو کے خاکوں کا مجموعہ کس نام سے شائع ہوا؟

5۔ منٹو کے پانچ مقبول افسانوں افسانوں کے نام بتائیں؟

10.6 سوالات کے جوابات

1۔ سعادت حسن منٹو 11 مئی 1912 کو قصبہ سمبرالا لدھیانہ (پنجاب) کے ایک کشمیری خاندان میں پیدا ہوئے۔

2۔ سعادت حسن منٹو کے ہم عصر افسانہ نگار ہیں۔ ۱۔ راجندر سنگھ بیدی، ۲۔ کرشن چندر، ۳۔ عصمت چغتائی، ۴۔ اوپندر ناتھ اشک، ۵۔ خواجہ احمد عباس

3۔ ''تماشہ'' منٹو کا پہلا طبع زاد افسانہ تھا جو باری علیگ کے اخبار ''خلق'' میں شائع ہوا۔

4۔ منٹو نے خاکے بھی لکھے جو ''گنجے فرشتے'' کے نام سے شائع ہوئے، اس خاکے میں بے باک حقیقت نگاری سے کام لیا گیا ہے۔

5۔ منٹو کے پانچ مقبول ترین افسانے ہیں۔ ہتک، کالی شلوار، کھول دو، ٹھنڈا گوشت اور ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

10.7 فرہنگ

لفظ	معنی
چغد	الو کی ایک چھوٹی قسم
یزید	امیر معاویہ کے بیٹے کا نام، سنگ دل، ظالم
ہتک	بے عزتی، رسوائی
فحش	گالی، بے ہودہ بات، قابل شرم بات
عریانی	ننگا، ابتذال کی ایک قسم
عریانیت	ننگا پن
فحاشی	بے حیائی کی باتیں کرنا

بعدازمرگ	مرنے کے بعد
طبع زاد	اپنی ایجاد، طبیعت سے نکلا ہوا
جنسی	مرداورعورت کے باہمی جسمانی تعلق کے بارے میں
جنسیات	وہ علم جس میں مرد عورت کے جسمانی تعلق سے بحث کی جاتی ہے۔
فحش نگار	بے ہودہ بات لکھنے والا
کج روی	ٹیڑھی چال چلنا، الٹے راستے پر چلنا
جبلت	سرشت، فطرت، اصلی طبیعت
رضا کار	اپنی مرضی سے اپنے آپ کو خدمت ملک وقوم کے لئے پیش کرنے والا
مساوات	باہم برابر کرنا
معاشرہ	جماعتی زندگی
معاشی	روزی اور بسر اوقات کے متعلق
سعادت	خوش نصیبی، بھلائی، نیکی

10.8 کتب برائے مطالعہ

1۔	پریم گوپال متل	منٹو: شخصیت اور فن	موڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی	1980
2۔	سعادت حسن منٹو	کالی شلوار	مکتبہ شعروادب، سمن آباد، لاہور	1993
3۔	پروفیسر صغیر افراہیم	اردوافسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	2009
4۔	پروفیسر قمر رئیس	ترقی پسند ادب: پچاس سالہ سفر	نیا سفر پبلی کیشنز، دہلی	1987
5۔	خلیل الرحمٰن اعظمی	اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	2002
6۔	ڈاکٹر صادق	ترقی پسند تحریک اور اردو افسانہ	اردو مجلس، بازار چتلی قبر، دہلی	1981
7۔	پروفیسر گوپی چند نارنگ	نیا اردو افسانہ: انتخاب، تجزیے اور مباحث	اردو اکادمی دہلی	2010
8۔	ڈاکٹر اطہر پرویز	منٹو کے نمائندہ افسانے	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	1996
9۔	سعادت حسن منٹو	ٹھنڈا گوشت	ساقی بک ڈپو، اردو بازار، دہلی	1989
10۔	عظیم الشان صدیقی	اردو افسانہ: فکری وفنی مباحث	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	2010
11۔	شہزاد منظر	جدید اردو افسانہ	منظر پبلیکیشنز، گلشن اقبال، کراچی	1982
12۔	پروفیسر ابن کنول	اردو افسانہ	کتابی دنیا، ترکمان گیٹ، دہلی	2011